Research Journal
Tahqeeqat
جلد:4، شمارہ:4، 2025ء
eISSN: 2791-0342
pISSN: 2791-0334
ریسرچ جرنل
تحقیقات

علامہ اقبال کے قرۃ العین حیدر پر فکری اثرات: تجزیاتی مطالعہ

The Intellectual Influence of Allama Iqbal on Qurratulain Haider: An Analytical Study

Muhammad Sagher
PhD Scholar Department of Iqbal Studies,The Islamia University of Bahawalpur
Dr.Muhammad Asghar Sial
Assistant Professor Department of Iqbal Studies,The Islamia University of Bahawalpur
Dr.Muhammad Rafiq ul Islam
Associate Professor, Head of Iqbal Studies, The Islamia University of Bahawalpur

محمد ساغر
پی ایچ-ڈی اسکالر شعبہ اقبالیات، دی اسلامیہ یونی ورسٹی آف بہاول پور
ڈاکٹر محمد اصغر سیال
اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اقبالیات، دی اسلامیہ یونی ورسٹی آف بہاول پور
ڈاکٹر محمد رفیق الاسلام
ایسوسی ایٹ پروفیسر، صدر شعبہ اقبالیات، دی اسلامیہ یونی ورسٹی آف بہاول پور

Abstract

Allama Iqbal was a great poet and philosopher of the Indian subcontinent whose ideas left a profound impact on literary and philosophical discourse. His poetry and philosophy influenced many 20th-century writers and intellectuals, including Qurratulain Haider. Her parents were admirers of Iqbal's works, which significantly shaped her intellectual growth. The influence of Iqbal's thought is evident Haider's novels, particularly in themes such as historic consciousness, collectivism, and national decline. Many of her novel titles are directly inspired by Iqbal's poetry, further reflecting this intellectual connection.This research paper analytically examines the resonance of Iqbal's ideas Haider's novels, highlighting parallels in their intellectual evolution and literary works. The study establishes that Haider's narratives reflect Iqbal's philosophical insights, particularly in historical awareness and national identity. By exploring these interconnections, this paper contributes to a deeper understanding of the continuity and impact of Iqbal's thought in Urdu literature

Keywords: *Allama Iqbal, Qurratulain Haider, Intellectual Influence, National Decline, Collectivism, Historical Consciousness, Romanticism, Ideology of Time*

کلیدی الفاظ: علامہ اقبال، قرۃ العین حیدر، فکری اثرات، قومی انحطاط، اجتماعیت، تاریخی شعور، رومانیت، تصور وقت

علامہ اقبال اردو ادب کی دنیا میں ایک روشن ستارے کی مانند ہیں جن کی فکر سے سیاروں نے روشنی پائی اور آپ کی فکری چھاپ صرف شاعری تک محدود نہیں رہی بلکہ ادب کی دوسری اصناف بھی دیکھے جاسکتے ہیں۔ آپ کی فکر کو جانچنے کے لیے ادب میں "اقبالیات" کی اصطلاح وضع ہوئی اور آپ کو ادب کی وجہ سے بہت زیادہ وقار حاصل ہوا اور اس کے برعکس قرۃ العین حیدر کی شخصیت کو جانچا جائے تو انہوں نے ناول نگاری کو وہ عروج دیا جس کو آج تک کوئی نہیں چھو سکا۔ قرۃ العین حیدر کی پرورش ادبی گھرانے میں ہوئی:

"سجاد حیدر یلدرم نے علامہ اقبال پر ایک مضمون "ایک نیا ستارہ......اقبال "سب سے پہلے تحریر کیا"۔(1)

آپ کے بعد دوسرے ناقدین نے بھی اقبال کے فن کے بارے میں مضامین لکھے: قرۃ العین حیدر نے اپنے والد کے زیر اثر ادب کی طرف قدم بڑھایا تو اکثر اوقات آپ کے والد اقبال اشعار پڑھتے ہوئے نظر آتے اور آپ کی والدہ بھی اقبال کا کلام گنگناتی تھیں۔ جب قرۃ العین حیدر نے اپنا پہلا افسانوی مجموعہ "ستاروں سے آگے " شائع کیا تو اس افسانوی مجموعہ کا عنوان علامہ اقبال کی شاعری کی کتاب بال جبریل کی غزل سے لیا گیا ہے۔ علامہ اقبال کے فکری اثرات کا اندازہ اس بات سے لگایئے۔ اس افسانوی مجموعہ میں "سنا ہے عالم بالا میں کوئی کیمیا گر تھا" ایک افسانہ کا عنوان ہے اور قرۃ العین حیدر کا پہلے افسانوی مجموعہ میں رومانوی انداز کی کہانیاں ہیں جن میں حسن وعشق کو کلاسیکی انداز میں تخلیقی رویے کے ساتھ بیان کیا ہے اور خاص طور پر اقبال کے دوسرے دور کی پہلی نظم "محبت "میں حسن وعشق کی داستان رقم ہوئی ہے تو اس افسانے پر اقبال کا رومانوی اثر دکھائی دیتا ہے اور اس افسانہ کا عنوان اقبال کی کتاب بانگ درا سے لیا گیا ہے۔ ایک اور افسانہ "ایں دفتر بے معنی" رومانوی کہانی بیان ہوئی ہے۔ قرۃ العین حیدر اپنے افسانوں میں ایک نئے جہان کی تگ ودو میں نظر آتی ہیں اور جس انداز میں اقبال نے اپنی شاعری کے آغاز میں رومانوی انداز اپنایا ہے ویسے ہی قرۃ العین حیدر کے ہاں رومانوی انداز اور اقبال کے اشعار نظر آتے ہیں اور کہیں اقبال کے کلام سے افسانوں کے عنوان اور کہیں اقبال کی فکر بھی تخلیقی انداز میں در آتی ہے اور اقبال نے شاعری میں فلسفیانہ رنگ کو نکھارا وہیں قرۃ العین حیدر نے فکشن میں فلسفیانہ زاویے پیش کیے دونوں کا تخلیقی سرچشمہ اضطراب کی پیداوار ہے:

"دونوں کا اور سوز وساز ارزومندی مسلمانوں کے اجتماعی مقدر پر غور وفکر سے پھوٹا ہے اور دونوں کے ہاں یہ موضوع بالاخر وقت اور تاریخ کی ماہیت ومعنویت پر فکری ہو تا زیبی مراد بن گیا ہے"(2)

قرۃ العین حیدر کے ناول "میرے بھی صنم خانے "علامہ اقبال کی شاعری کی کتاب "بال جبریل" کی غزل سے لیا گیا ہے۔ اس ناول کو قرۃ العین حیدر نے تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

1۔ تراشیدم

2۔ پرستیدم

3۔ شکستم

یہ تینوں عنوان بھی علامہ اقبال کی کتاب "پیام مشرق" کی ایک رباعی سے لیے گئے ہیں۔ قرۃ العین حیدر نے ناول میں برصغیر کے انسانوں کے نظریات زیر بحث لایا ہے جن حقائق کو وہ مستند سمجھتے ہیں اور پھر جلد ہی وہ نظریات ختم ہو جاتے ہیں ان کی جگہ نئے نظریات آ جاتے ہیں اور تہذیب وثقافت مسلسل تبدیل ہوتی رہتی ہے اس ناول میں وقت اور تاریخ کے دھارے کو کہانی میں اس طرح بیان کیا ہے کہ تاریخ کو ذہنی واردات کے طور پر قبول کیا اور ان کی خصوصیات معنویت میں وسعت بخشی:

"لکھنو اس کی غیر موجودگی میں بالکل بدل گیا تھا ہر طرف بالکل اجنبی چہرے نظر آ رہے تھے ان گنت پریشانیاں، بیکار، دکھی انسانوں کا ٹڈی دل تھا جو ہر جگہ کٹی پتنگوں کی طرح ڈولتا دکھائی دیتا تھا۔"(3)

قرۃ العین حیدر کو ہندوستان کی تقسیم کا دکھ تھا اور وہ سیاسی بنیاد پر تقسیم کے خلاف تھی اگرچہ اقبال نے دو قومی نظریہ دیا تھا۔ سیاسی حوالے سے قرۃ العین حیدر اور علامہ اقبال میں مماثلت ہے مگر تاریخی وتہذیبی حوالے میں بہت زیادہ مماثلت نظر آتی ہے۔ تاریخ اور وقت کو تقسیم نہیں کیا جا سکتا اور جو انسان کے اندر ہے اس کو تلاش کیا جا سکتا ہے۔ علامہ اقبال کے اس تصور کو ہم قرۃ العین حیدر کو سمجھنے کے لیے بنیاد بنا سکتے ہیں۔ زمانہ

تسلسل سے چل رہا ہے کہیں رکا ہوا نہیں ہے اور ناول میں وقت اور تہذیب تبدیل ہوتے ہوئے نظر آتے ہیں اور خاص طور پر "آگ کا دریا" میں وقت کس طرح تاریخ کا حصہ بن جاتا ہے اور یہ تاریخ انسان کا موضوع بن جاتا ہے واقعات کو اس انداز میں بیان کیا ہے۔ کہ تاریخ سے وقت بر آمد ہوتا نظر آتا ہے پانچ ہزار سالہ تاریخ میں کردار تبدیل ہوتے ہیں مگر وقت اپنے ساتھ سب کچھ بہالے جاتا ہے:

"لیکن ہر فتح یا شکست تاریخ کے راستے پر ایک موڑ ہے جس کی وجہ سے دنیا کسی نہ کسی طرح آگے بڑھتی ہے۔"(4)

تاریخ کا تصور اقبال کے ہاں زمان و مکاں سے جڑا ہوا ہے اور وقت مسلسل حرکت میں ہے۔ تاریخ بھی وقت کے ساتھ رواں دواں ہے جیسے وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے تاریخ بھی اس کے ساتھ مرتب ہوتی رہتی ہے۔ تصور وقت کو سمجھے بغیر تاریخ کی اہمیت کے بارے میں پتہ نہیں چلتا:

"اقبال اس لمحہ کو تاریخ کا نام دیتا ہے جو لمحہ خود تاریخ بن جائے"(5)

قرۃ العین حیدر کے ہاں واقعات اس انداز میں بیان ہوئے ہیں کہ ان واقعات سے تاریخ مرتب ہوتی ہے اور اس ناول کے کردار اپنے وجود کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں اور وجود ہی سے زندگی کا سماج سے تعلق زمانے کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور تاریخ کا جبر انسان کے مقابل میں قرۃ العین حیدر آزادی کی قائل ہیں اپنے کیے گئے گناہوں کا کفارہ تاریخ کے کھاتے میں ڈالا جاسکتا ہے اس پر سوال قائم کیا ہے اگرچہ ناول میں وقت اور انسان موضوع ہیں اور قرۃ العین حیدر نے تاریخ کو ماضی، حال اور مستقبل کے تعلق کو بیان کیا اور حوالہ تاریخ سے لیا اور جزئیات اقبال کے نظریات اور اشعار سے دی ہیں جس میں انہوں نے واقعات، شخصیات کو تاریخی ادوار کے مدارج کے ساتھ تہذیب و ثقافت میں نیا آہنگ پیدا کیا ہے:

"وہ حوالہ تو تاریخ سے لیتی ہیں مگر جزئیات علامہ اقبال کے افکار و نظریات اور اشعار سے ظاہر کرتی ہیں"(6)

قرۃ العین حیدر کے ناول "کار جہاں دراز ہے" میں اقبال کے فکری اثرات واضح ہیں۔ اگرچہ یہ سوانحی ناول ہے اور ناول میں علامہ اقبال کا تذکرہ بھی کیا گیا ہے۔ اس ناول کا عنوان "بال جبریل" کی غزل سے لیا گیا ہے۔ اس عنوان کے علاوہ قرۃ العین حیدر نے ناول میں ذیلی عنوانات قائم کیے ہیں۔ وہ بھی علامہ اقبال کے شعری مصرعے ہیں۔ ان میں "خراب کو شک سلطاں و خانقاہ فقیر"، "افغان باقی! کہسار باقی!"، "خیز کر در باغ وراغ"، "قافلہ گل رسید، باحیلہ افرنگی یا حملہ ترکانہ"، "نہ صفاہاں نہ سمرقند"، "او بہ صحرا رفت"، "تار حریر دو رنگ"، "سلسلہ روز شب"، "پھر چراغ لالہ"، "تیرے شب و روز کی اور حقیقت ہے کیا" شامل ہیں۔ اس کے علاوہ کشمیر کے متعلق سفر نامے "گلگشت" میں بھی اقبال کے اثرات واضح دکھائی دیتے ہیں۔ ان مصرعوں میں "خانقاہ معلی کے مجاہد"، "رخت با کشمر کشا" اور "کوہ کے دامن میں غم خانہ دہقان پیر" وغیرہ شامل ہیں۔ اس کے علاوہ قرۃ العین حیدر کے تصانیف میں اقبال کے اشعار نظر آتے ہیں دراصل اپنی تصنیف میں اپنے مقصد کی وضاحت کے لیے استعمال کیے ہیں۔ "کار جہاں دراز ہے" میں اپنے بزرگوں کی یادداشت کو لکھا ہے اور اس کے سوانحی کوائف اور احوال آئے ہیں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ قرۃ العین حیدر نے مسلمانوں کا احوال رقم کیا ہے۔ اقبال اور قرۃ العین حیدر کھوئے ہوئے لوگوں کی جستجو میں ہیں جہاں اقبال خودی کے حوالے سے آتشہ رفتہ کا سراغ لگاتے ہیں وہیں۔ قرۃ العین حیدر نے اس ناول میں وہی انداز اپنایا ہے۔ تصور وقت کے حوالے سے اقبال کی نظمیں "الوقت سیف"، "مسجد قرطبہ" اور "زمانہ" کو بغور دیکھا جائے تو قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں بھی وہی نتائج نکلتے ہیں جو اقبال کا مقصد ہے۔ قرۃ العین حیدر کی وضاحت دیکھیے:

"مدرسوں میں جزا و سزا اور خیر و شر کے مسئلے پر طویل بحثیں جاری تھیں مسلمانوں کے بے بہتر کے بہتر فرقے پر بزعم خود صحیح راستے پر تھے۔"(7)

شمیم حنفی نے علامہ اقبال اور قرۃ العین حیدر کے مماثلوں پر اعتراض کیا ہے کہ ان کا موازنہ نہیں کیا جانا چاہیے تھا کہ اقبال اور قرۃ العین حیدر کا تخلیقی سفر کا آہنگ اور فکری وابستگی ایک سی نہیں ہے اگرچہ اس میں مماثلت بھی ملتی ہے وہیں اختلاف کے پہلو بھی جا بجا نظر آتے ہیں اور قرۃ العین حیدر کی کہانی ایک خاص معاشرتی حوالے کے ساتھ ایک انسانی تجربہ ہے اور واقعات کے ساتھ علامتی نشاندہی بھی ہے اور اقبال اپنے افکار پر کاربند نظر آتے ہیں:

"اقبال کے شعور کا مرکزی نقطہ اور ان کا controlling vision اور ان کا عقیدہ ہے۔ قرۃ العین حیدر کا vision ایسے کسی دائرے کا پابند نہیں"(8)

علامہ اقبال اور قرۃ العین حیدر کے نظریہ وطنیت میں اختلاف بھی ہے اور کہیں کہیں مماثلت بھی ہے۔ اقبال کا خیال تھا کہ ساری دنیا مسلمان کا گھر ہے اور وہ شاہین کی مانند چٹانوں پر زندگی بسر کرتا ہے تو اس فکر کا عکس قرۃ العین حیدر کے ناول میں دیکھیے:

"مسلمانوں کا کوئی وطن نہیں ہے، سارا جہاں وطن ہے۔"(9)

علامہ محمد اقبال نے خطبہ الہ آباد میں مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کا تصور دیا تھا۔ یہ ملک انگریزوں کی علمداری میں ہو یا آزاد ہو مگر اس کا وجود ضروری ہے۔ قرۃ العین حیدر مسلمانوں کے علیحدہ تشخص کو تو قبول کرتی ہے کہ جب ملک کے دو ٹکڑے ہوئے تو تقسیم کا افسوس ہوتا ہے۔ ہندوستان میں کمال کو سرکاری ملازمت اس بناء پر نہیں ملتی کہ وہ مسلمان ہے۔ اس حد تک تو مسلمانوں کی تہذیبی شناخت کو تسلیم کرتی ہیں مگر ہجرت کے سبب جو المناک واقعات رقم ہوئے اس سبب سے علیحدگی کو ناپسند کرتی ہے۔ اس کے ساتھ علامہ اقبال مغربی استعمار کے خلاف جہاں فکری مزاحمت کی تو قرۃ العین حیدر نو آبادیاتی نظام پر تنقیدی نگاہ سے دیکھا۔ قرۃ العین حیدر کے ناولوں میں اس کی مثالیں بھری پڑی ہیں۔ "گردش رنگ چمن" میں نو آبادیاتی نظام کے خلاف مزاحمت کی جھلک نظر آتی ہے۔ تہذیبی حوالے سے اقبال مسلمانوں کو امت سے جوڑنا چاہتے ہیں اور اپنی روایت کا احیاء چاہتے ہیں اور قرۃ العین حیدر اپنی روایت کا احیاء ہندوستان میں چاہتی ہیں کہ ہندوستانی تہذیب سے منھ نہیں موڑنا چاہیے۔ اس کی مثال "آگ کا دریا" میں واضح دکھائی دیتی ہے۔ ان دونوں میں مماثلت مسلم تہذیبی روایات سے رشتہ رکھنا ضروری سمجھتے تھے۔ قرۃ العین حیدر نے تاریخ اسلام کی منظر کشی کرتے ہوئے علامہ اقبال کی فکر کو اہمیت دی ہے۔ اس لیے انہوں نے عرب، ترکی، فلسطین، مصر، ایران اور ہسپانیہ کی کسمپرسی کو بیان کیا ہے۔ اس حوالے سے علامہ اقبال کے کلام میں "صقلیہ"، "بلاد اسلامیہ"، "فاطمہ بنت عبد اللہ"، "ہسپانیہ"، "شام وفلسطین"، "تحریک خلافت" اور "ایران" شامل ہیں:

"بغداد کی گلیوں میں درویشوں بھکاریوں اور فاقہ کشوں حمالوں کی ریل پیل ہے۔ مسلمان محض دعاؤں اور عظمت رفتہ کے خوابوں کے سہارے جی رہا ہے"(10)

مشرق میں ہر سمت جہالت، پسماندگی اور درماندگی، غلامی، ناداری تباہی اور کیا کیا نظر آتا ہے۔ قرۃ العین حیدر نے مسلمانوں کی پسماندگی اور جہالت پر سوال قائم کیے ہیں اور مسلمانوں کی حالت زار کا نقشہ کھینچا ہے۔ ملت اسلامیہ کو اپنی حالت پر غور کرنے کی ترغیب دی ہے۔ اقبال کی مانند نئے جہاں کی طلب گار نظر آتی ہیں۔ علامہ اقبال اور اور قرۃ العین حیدر اپنی تخلیقی آہنگ میں مشرق کا پیام پوری دنیا کو دے رہے ہیں کیوں کہ ابتداء ہی سے دونوں کو ہندوستان سے محبت تھی۔ مثلاً اقبال کا ابتدائی کلام میں "ہمالہ" بچے کی دعا" ترانہ ہندی" ہندوستانی بچوں کا قومی گیت" اور" نیا شوالہ" جیسی نظمیں تھیں تو قرۃ العین حیدر کے ہاں" میرے بھی صنم خانے" آگ کا دریا" اور "کار جہاں دراز ہے" میں ہندوستانی دھرتی سے

محبت کی مثالیں موجود ہیں۔ اس وجہ سے قرۃ العین حیدر کو افسانہ خوان مشرق بھی کہا گیا تھا۔ زندگی کا ایک مرکب متوازن نظریہ ہے قرۃ العین حیدر کو اقبال کے فلسفہ حیات سے جاملاتا ہے:

"اقبال بھی مغرب کے اداشناس تھے اور قرۃ العین بھی ہیں"(11)

دراصل قرۃ العین حیدر نے سراسر علامہ اقبال کے فلسفہ کی تقلید نہیں کی ہے بلکہ ان کا اپنا تخلیقی رنگ موجود ہے۔ ان کا باقاعدہ منظم نظریہ نہیں ہے بلکہ زندگی کے اجزاء کی تاریخ اپنے فکشن میں رقم کی ہے۔ انہوں نے علامہ اقبال کا گہرا مطالعہ بھی کر رکھا تھا۔ اقبال کے فکری اثرات ان کی تحریروں میں جابجا ملتے ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

1۔ نسیم عباس چوہدری، "اقبالیات اور قرۃ العین حیدر"، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، 2009، ص257
2۔ فتح محمد ملک، "آتش رفتہ کا سراغ" نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 2013، ص353
3۔ قرۃ العین حیدر، "میرے بھی صنم خانے"، یوسف پبلشرز، راولپنڈی، س ن، ص380
4۔ قرۃ العین حیدر، "آگ کا دریا"، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2013، ص24
5۔ راشد حمید، ڈاکٹر "اقبال کا تصور تاریخ، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، 2018، ص197
6۔ نسیم عباس چوہدری، "اقبالیات اور قرۃ العین حیدر"، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ص261
7۔ قرۃ العین حیدر، "آگ کا دریا"، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2013، ص114
8۔ ارتضی کریم، "قرۃ العین حیدر ایک مطالعہ"، ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس، دہلی، 1992، ص375
9۔ قرۃ العین حیدر، "آگ کا دریا"، سنگ میل پبلی کیشنز، 2013، ص418
10۔ قرۃ العین حیدر "کار جہاں دراز ہے"، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، 2017، ص120
11۔ عبدالمغنی "قرۃ العین حیدر کا فن" ماڈرن پبلشنگ ہاؤس، نئی دہلی، 1994، ص17

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Roman Havalajat

1. Naseem Abbas Chaudhry,”Iqbaliat aur Qurratul ain Haider” Lahore,Iqbal Acadmi Pakistan, 2009,P257
2. Fateh Muhammad Malik, “Atish Rafta ka Surakh” Islamabad,National Book Foundation, 2013,P 353
3. Qurratul ain Haider, “Mere bhi Sanam Khane” Rawalpindi,Yousif publishers, seen noon,P 380
4. Qurratul ain Haider, “Aag ka Darya”Lahore, sang-e-meel publicion, 2013,P 13
5. Rashid Hameed,Doctor, “Iqbal ka Tasuwar Tareekh” Lahore, Iqbal Acadmi Pakistan, 2018,P197
6. Naseem Abbas Chaudhry, “Ibaliat aur Qurratul ain Haider” Lahore,Iqbal Acadmi Pakistan, 2009, P261
7. Qurratul ain Haider, “Aag ka Darya”Lahore,sang-e-meel, publication, 2013,P 114
8. Irtaza kareem,Qurratul ain Haider aik Motalia” Dehli,Educational publishing house,1992,P375
9. Qurratul ain Haider, “Aag ka Darya”Lahore,sang-e-meel, publication, 2013,P 114
10. Qurratul ain Haider, “Kare jahan Daraz hai” Lahore, sang-e-meel publicitions, 2017,P120
11. Abdul Mughni, “Qurratul ain Hiader ka fun” Nai Dehli, Modren publishing house, 1994, P15